پاکستان: معاشی اصلاحات کے حقائق

از: جیفری فرینکس

19 دسمبر 2013ء

پاکستان کے حالیہ دورے میں، مَیں نے محسوس کیا کہ آئی ایم ایف کی مدد سے چلنے والے پروگرام کے حکومتی اصلاحاتی ایجنڈے کے بارے میں مختلف ومتضاد نقطہ ہائے نظر پائے جاتے ہیں۔ زیرِ نظر مضمون لوگوں کے ذہنوں میں موجود تشویش کے بعض پہلوؤں کو دور کرنے کی غرض سے تحریر کیا گیا ہے۔

1۔ آئی ایم ایف نے پروگرام کی تفصیلات اپنی مرضی سے مسلط کیں۔

اس پروگرام میں جن پالیسیوں کی حمایت کی گئی ہے وہ زیادہ تر حکومت کی پیش کردہ تھیں، جن کے ذریعے آج پاکستان کو درپیش اہم مسائل سے نمٹا جا سکتا ہے۔

پاکستان مسلم لیگ (ن) کے منشور کے معاشی حصے کو دیکھیں تو یہ ظاہر ہے کہ آئی ایم ایف کے ساتھ جن پالیسیوں پر اتفاق ہوا ان میں سے بیشتر وزیرِاعظم نواز شریف اور ان کی ٹیم نے انتخابات سے قبل تجویز کی تھیں جیسے: مالیاتی استحکام، ٹیکس اصلاحات، توانائی کے بحران سے نمٹنے کے اقدامات، سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں کی تشکیلِ نو اور نجکاری، تجارتی پالیسی کی اصلاحات اور سرمایہ کاری کے لیے ماحول بہتر بنانے کے اقدامات۔

2۔ پروگرام میں بعض اہم مسائل سے نہیں نمٹا گیا۔

پروگرام سب کچھ نہیں کرسکتا تاہم اس میں پاکستان کے سنگین ترین معاشی مسائل سے جس قدر جلد ممکن ہے نمٹا گیا ہے۔

بیشتر حلقوں نے پروگرام کے مخصوص حصوں پر اعتراضات کیے ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ پروگرام کو ٹیکس اکٹھا کرنے یا کرپشن کم کرنے یا سول سروس کو بہتر بنانے یا صوبائی ٹیکس محاصل بڑھانے کے لیے مزید اقدامات کرنے چاہیے تھے۔ یقیناً یہ اہم مسائل ہیں لیکن محدود وقت اور استعداد کی وجہ سے ہم فوری طور پر ہر چیز پر توجہ نہیں دے سکتے۔

حکومت اور آئی ایم ایف نے اتفاق کیا کہ اہم ترین مسائل ہیں: (1) بہت بڑا مالیاتی خسارہ جس کی مالکاری اب مزید ممکن نہیں، (2) بین الاقوامی ذخائر کی انتہائی پست سطح، اور (3) ساختی اصلاحات کی ضرورت، خصوصاً توانائی کے شعبے میں، تاکہ معیشت پست نمو کے اس جال سے باہر نکل سکے جس میں برسوں سے پھنسا ہوا ہے۔ پروگرام میں ان تینوں امور سے بہت فعال طور پر نمٹا گیا ہے۔ خسارہ تین سال میں جی ڈی پی کے 8 فیصد سے گھٹ کر ساڑھے تین فیصد تک آجائے گا، بین الاقوامی ذخائر پائیدار سطح تک لائے جائیں گے اور ساختی رکاوٹیں خاصی کم ہو جائیں گی۔

جب حکومت ان بنیادی مسائل سے نمٹ لے گی تو دیگر اہم دشواریوں سے نبرد آزما ہو سکتی ہے لیکن پہلے استحکام لائے بغیر معیشت اتنی طاقتور نہیں ہوگی کہ دوسری کوششیں بارآور ہو سکیں۔

3۔ پروگرام میں صحیح مسائل اٹھائے گئے لیکن غلط ترتیب سے۔

سنگین مشکلات سے دوچار معیشت کے ساتھ پاکستان استحکام سے متعلق اہم اقدامات کو مؤخر کرنے کا متحمل نہیں ہو سکتا۔

بعض حلقوں کے مطابق یہ غلطی ہے کہ پہلے معاشی استحکام پر توجہ دی جائے اور بعد میں نمو پر۔ کچھ اور چاہتے تھے کہ ٹیکس کی شرح بڑھانے سے پہلے ٹیکس اکٹھا کرنے کا عمل بہتر بنانے پر توجہ مرکوز کی جانی چاہیے تھی۔ اسی طرح بعض حلقوں کا خیال ہے کہ پہلے توانائی کی فراہمی بڑھائی جاتی اور نرخوں میں اضافہ بعد میں کیا جاتا۔ اب باری باری ان اعتراضات کو دیکھتے ہیں۔

اگر پاکستان استحکام کی کوششوں کو ملتوی کرنا چاہتا اور نمو کے محرک (stimulus) پر توجہ دی جاتی تو حکومت اس التوا کی قیمت کیسے ادا کرتی؟ اس محرک کے لیے رقم کہاں سے آتی؟ امریکا کے برخلاف، جو بھاری خسارے بھی برداشت کرسکتا ہے کیونکہ دنیا یو ایس گورنمنٹ بانڈ خریدنے پر آمادہ ہے، پاکستان اس عیاشی کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ مزید یہ کہ اگر اس محرک کے لیے رقم مہیا بھی ہوجاتی تو یہ عارضی محرک کتنا مؤثر ہوتا جبکہ سرمایہ کاروں کو معلوم ہے کہ حکومت نے ابھی تک اصل عدم توازن کے مسائل سے نمٹنے کے لیے اقدامات نہیں کیے؟

جہاں تک ٹیکس اکٹھا کرنے اور توانائی کی فراہمی بہتر بنانے کی بات ہے، ان اصلاحات کے ثمر آور ہونے میں برسوں لگتے ہیں۔ ٹیکس کے نظم ونسق کی اصلاحات کے نتیجے میں محاصل کو نمایاں طور پر بہتر ہونے میں دو سے تین سال لگیں گے۔ توانائی کی رسد میں اضافہ ہونے میں اس سے بھی زیادہ عرصہ لگ سکتا ہے۔ پس اگرچہ ان چیزوں کو پروگرام کے آغاز میں ہی شروع کرنا ضروری تھا، حکومت کا یہ فیصلہ دانشمندانہ تھا کہ کمزور پہلوؤں سے نمٹنے کے لیے جلد نتائج دینے والے اقدامات کو شروع میں شامل کیا جائے جبکہ طویل مدت کی متقاضی اصلاحات پر کام جاری ہو۔

4۔ آئی ایم ایف کی پالیسیوں سے غریب کو نقصان ہوگا، جو مالیاتی ردوبدل سے پڑنے والے بوجھ کو اٹھائیں گے۔

یہ پروگرام ٹیکس کی بنیاد کو وسیع کرے گا اور امیروں کے لیے رعایتوں میں کمی کرے گا، ساتھ ہی نچلی سطح کے صارفین کے لیے توانائی کی قیمتوں کو کمتر سطح پر برقرار رکھے گا اور غریبوں پر سرکاری اخراجات میں اضافہ کرے گا۔

اس پروگرام میں خسارے میں کمی تعلیم وصحت کے پروگراموں میں کٹوتی سے نہیں بلکہ زیادہ تر محاصل میں اضافے سے آئے گی۔ اس میں ٹیکس قانون کی خامیوں اور خصوصی استحقاق کو ختم کرکے لوگوں کو ٹیکس نیٹ میں لانا اور ٹیکس کے نظم ونسق اور نفاذ کو بہتر بنانا شامل ہے۔ پاکستان میں جو 18 کروڑ لوگوں کا ملک ہے صرف 12 لاکھ افراد اور فرمیں انکم ٹیکس ریٹرنز جمع کراتی ہیں جن میں لگ بھگ نصف کمپنیاں ہیں۔ اس صورت حال میں تبدیلی لازمی ہے تاکہ زیادہ بوجھ ان لوگوں پر پڑے جو اسے برداشت کرسکتے ہیں۔

توانائی کی سبسڈیز سے آبادی کے چھوٹے سے حصے کو زیادہ فائدہ ہوتا ہے۔ سب سے زیادہ توانائی کا استعمال وہ کرتے ہیں جو سب سے زیادہ امیر ہیں لہٰذا یکساں رعایت سے سب سے زیادہ فائدہ بھی انہیں ہی ہوتا ہے۔ بقیہ آبادی کو گرمیوں کے مہینوں کے دوران روزانہ آٹھ سے دس گھنٹے لوڈ شیڈنگ سہنا پڑتی ہے اور امیروں کی طرح وہ نجی جنریٹر کا خرچ بھی برداشت نہیں کرسکتے۔ اس پروگرام کے تحت جو لوگ سب سے کم توانائی خرچ کررہے ہیں انہیں سبسڈی ملتی رہے گی جبکہ لاگت کی مکمل وصولی کی خاطر امیر ترین طبقات کے لیے نرخ بڑھیں گے۔ توانائی کی فراہمی بہتر ہوگی اور لوڈ شیڈنگ میں کمی آئے گی۔

پروگرام میں معاشرتی اخراجات میں اضافہ بھی شامل ہے۔ 2013/14ء کے بجٹ میں تعلیم کے اخراجات میں خاصا اضافہ کیا گیا ہے۔ بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام، جو نقد کی منتقلی کی قومی اسکیم ہے، کی توسیع کے ذریعے غریب ترین طبقات کو ہدفی منتقلی میں بھاری اضافہ بھی آئی ایم ایف پروگرام کا حصہ ہے۔ حکومت امداد دہندگان کی مدد سے پروگرام میں توسیع کرے گی اور اسے فی الوقت 49 لاکھ خاندانوں تک رسائی سے بڑھا کر 66 لاکھ خاندانوں کو پہنچائے گی۔ وظیفہ تقریباً 20 فیصد بڑھا دیا گیا ہے اور آئندہ مہنگائی کے مطابق اس میں ردوبدل کیا جائے گا۔

5۔ پروگرام سے کساد بازاری پیدا ہوگی، معیشت اور کاروباری شعبے کو نقصان ہوگا۔

ابتدا میں نمو کم ہوگی لیکن وقت کے ساتھ ساتھ اس میں اضافہ ہوگا۔

قلیل مدت میں بے شک مالیاتی ردوبدل سے نمو کم ہوگی۔ لیکن مسلسل عدم استحکام سے نمو کو زیادہ نقصان ہوگا اور معیشت بحران کا شکار ہوجائے گی۔ حکومت نے ساختی اصلاحات اس طرح تشکیل دی ہیں کہ وسط مدت اور طویل مدت میں نمو بڑھے۔ ان اصلاحات میں توانائی کی ان رکاوٹوں کو دور کرنا جو معاشی سرگرمیوں کا گلا گھونٹ رہی ہیں اور تجارت کے فروغ، کاروباری ماحول میں بہتری اور پاکستانی صنعتوں کی مسابقت کے سلسلے میں اقدامات شامل ہیں۔ افادیت اور مسابقت میں بہتری سے مزید سرمایہ کاری اور لاکھوں نئی ملازمتوں کے مواقع پیدا ہوں گے۔

6۔ پچھلے پروگراموں کی طرح اس پروگرام کا انجام بھی ناکامی ہی ہوگا۔

اگرچہ کسی بھی طرح مکمل کامیابی کی ضمانت نہیں دی جاسکتی تاہم یہ طویل عرصے سے حل طلب معاشی مسائل سے نمٹنے اور ملک کو بلند معاشی نمو کی راہ پر ڈالنے کا تاریخی موقع ہے۔

حکومتی پروگرام کا ہدف بعض ایسی ساختی خرابیوں کو، جو عرصے سے ملک کے معاشی امکانات کو داغدار کیے ہوئے ہیں، درست کرنا اور ساتھ ہی موزوں معاشی پالیسیوں کو جاری رکھنے اور غریب ترین طبقات کو سماجی تحفظ کے اقدامات کے ذریعے مالیاتی استحکام کے اثرات سے بچانے کی کوشش کرنا ہے۔ پروگرام کے ڈیزائن میں ماضی کی ناکامیوں سے سبق لیتے ہوئے ردوبدل کیا گیا ہے اور آئی ایم ایف غیر متوقع حالات کے مطابق لچک کا مظاہرہ کرنے پر آمادہ ہے۔ دیگر اداروں سے امداد کے لیے بھی کوشش کی جارہی ہے۔ کامیابی کے امکانات اس لیے مزید روشن ہوگئے ہیں کہ ایک جمہوری طور پر منتخب حکومت طویل عرصے سے حل طلب مسائل کو حل کرنے اور 18 کروڑ پاکستانیوں کی زندگی بہتر بنانے کے لیے پُرعزم ہے۔

☆☆☆